❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت رمضان المبارک
وقت 5-7 منٹ

ماہِ رمضان اور روزہ کی اہمیت، فرضیت، فضیلت اور برکات

(حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے فرمودات و ارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ (البقرہ:184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اُسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

(بخاری:1899، مسلم:1079)

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

رمضان کی علّت غائی بقائے نفس اور بقائے نسل ہے۔

حضرت الحاج حکیم مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سورۃ البقرہ آیت یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ (البقرہ:184) کی تفسیر میں بقائے شخصی (غذا کی) اور بقائے نوعی (نسل کی) کی تفصیل میں فرماتے ہیں:

”روزوں کی فلاسفی یہ ہے کہ انسان کو دو چیزوں کی بہت ضرورت ہے۔ ایک بقاء شخصی کے لئے غذا کی۔ دوم۔ بقاء نوعی کے لئے بیوی کی۔ اب دیکھو! انسان گھر میں تنہا بیٹھا ہے۔ پیاس بڑی شدّت سے محسوس ہو رہی ہے۔ دودھ موجود ہے، برف موجود ہے۔ شربت حاضر ہے کوئی روکنے والا بھی نہیں مگر پھر بھی سچّا روزہ دار مُطلق ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ تک نہیں کرتا۔ اسی طرح بیوی پاس ہے کوئی چیز مانع بھی نہیں مگر پھر بھی وہ اس سے محترز ہے۔ یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ روزہ دار ہے اور اس کے مولیٰ کا حکم ہے کہ ان دونوں چیزوں سے رُکا رہے۔ یہ مشاقی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ باوجود سامانوں کے مہیا ہونے اور ضرورت کے ہم ان چیزوں سے رکے رہیں جن سے رکے رہنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اسلام میں ہر سال ایک ماہ تو بالالتزام یہ مشق کرائی جاتی ہے اور ایک طرح سے چار ماہ کے لئے یہ مشق ہوتی ہے کیونکہ عادتِ نبویؐ تھی کہ ہر دوشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھتے پھر ایامِ بِیض (12-13-14) میں بھی روزہ رکھتے۔ گویا ہر مہینے میں بالاوسط دس دن۔ اِس حساب سے روزہ کے لئے سال کے چار ماہ ہوتے ہیں۔ اب خیال کرو کہ جو لوگ چار ماہ یہ مشق کرتے ہیں وہ رشوت کیونکر لیں گے۔ اکل بالباطل کیوں کریں۔ کوئی ضرورت انسان کو ان ضرورتوں سے بڑھ کر پیش نہیں آسکتی جو بقاء شخصی وبقاء نوعی کے لئے ضروری ہیں۔ جب ان ضرورتوں میں باوجود سامانوں کے مہیا ہونے اور کسی روک کے نہ ہونے کے صرف اللہ کی فرمانبرداری کے لئے محترز رہا ہے تو پھر ایک صریح حرام امر کا کیوں مرتکب ہونے لگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان 8 اپریل 1909ء)

سب کے بعد تقویٰ کی وہ راہ ہے جس کا نام روزہ ہے جس میں انسان شخصی اور نوعی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے ایک وقت معیّن تک چھوڑتا ہے۔ اب دیکھ لو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کو استعمال کیوں کرے گا۔ روزہ کی غرض اور غایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نہ کرے اسی لئے فرمایا لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ۔ (الحکم 24 جنوری 1903ء صفحہ 15)

روزہ کی حقیقت کہ اِس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متّقی بن جاتا ہے۔ اِس سے پیشتر کے رکوع میں رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی شخصی ضرورتوں میں سے بعض تو جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لئے بیوی سے تعلق۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے اور اِس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متّقی بننا سیکھ لیوے۔ آجکل تو دن چھوٹے ہیں۔ سردی کا موسم ہے اور ماہِ رمضان بہت آسانی سے گزرا مگر گرمی میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے اور جوانوں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ ان کو بیوی کی (بیویوں کی) کس قدر ضرورت پیش آتی ہے۔ جب گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے۔ ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ گھر میں دودھ، برف، مزہ دار شربت موجود ہیں مگر ایک روزہ دار اُن کو نہیں پیتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اُس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں کہ اُن کو استعمال کرے بھوک لگتی ہے ہر ایک قسم کی نعمت زردہ، پلاؤ، قورمہ، فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں اگر نہ ہوں تو ایک آن میں اشارہ سے تیار ہو سکتے ہیں مگر روزہ دار اُن کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں۔ شہوت کے زور سے پٹھّے پھٹے جاتے ہیں... بیوی بھی حسین، نوجوان اور صحیح القویٰ موجود ہے مگر روزہ دار اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ کیوں؟ صرف اِس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر جاؤں گا تو خدا تعالیٰ ناراض ہو گا۔ اُس کی عدولِ حکمی ہو گی۔ اِن باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلّط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولیٰ کی رضا کیلئے وہ حسب تقاضائے نفس اُن کو استعمال نہیں کرتا تو جو اشیاء اُس کو میسّر نہیں اُن کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کیسی ہی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کیلئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا۔ قرآنِ شریف روزہ کی حقیقت اور فلاسفی کی طرف خود اشارہ فرماتا اور کہتا ہے۔ يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ:184)۔ روزہ تمہارے لئے اس واسطے ہے کہ تقویٰ سیکھنے کی تم کو عادت پڑ جاوے۔ ایک روزہ دار خدا کے لئے اُن تمام چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے جن کو شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور اُن کے کھانے پینے کی اجازت دی ہے صرف اِس لئے کہ اِس وقت میرے مولیٰ کی اجازت نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ پھر وہی شخص ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جن کی شریعت نے مطلق اجازت نہیں دی اور وہ حرام کھاوے پیوے اور بدکاری میں شہوت کو پورا کرے۔

صوم ایک محبت الٰہی کا بڑا نشان ہے۔ روزہ دار آدمی کسی کی محبت میں سرشار ہو کر کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور بیوی کے تعلقات اُس سے بھول جاتے ہیں۔ یہ روزہ اِسی حالت کا اظہار ہے۔ یہ بھی غیرُ اللہ کے لئے جائز نہیں۔ (بدر 12 جنوری 1910ء)

روزے داری کا سِرّ یہ ہے کہ سلیم الفطرت پیاس کے وقت گھر میں دودھ، بالائی، برف رکھتا ہے کوئی اس کو روکنے والا نہیں۔ بھوک کے وقت گھر میں انڈے مرغیاں، پلاؤ موجود ہے اور کوئی روکنے والا نہیں۔ قوتِ شہوانیہ موجود گھر میں اَپسرا دِلرُبا موجود۔ پھر اُس کے نزدیک نہیں جاتا۔ صرف الٰہی حکم کی پابندی سے وہ رُکتا ہے۔ اِس مشق سے وہ حرام کاری حرام خوری سے کسی قدر بچے گا۔"

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 301-303)

حضورؓ نے سورۃ البقرہ آیت 190 کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

" یہ رکوع شریف جو مَیں نے ابھی پڑھا ہے۔ یہ رمضان شریف کی تاکیدوں اور اُس کے احکام اور فضائل اور فوائد کے بیان کے بعد نازل فرمایا گیا ہے۔ اِس رکوع کا مضمون اور مطلب، رمضان کے بعد ہی سے بلافصل شروع ہوتا ہے جو آج کی تاریخ ہے۔ یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ بہ نسبت اَور مہینوں کے ایک خاص فضل اور انعام مسلمانوں پر اِس میں نازل ہوا ہے گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یہی مہینہ ابتدائی سال ہے۔ آخر رمضان میں جو وحی نازل ہوئی ہے تو تبلیغ شوال ہی سے شروع فرمائی ہے۔ وہ جو نور تاریکیوں سے دُور کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور جس کا ذکر اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا میں کیا ہے اس کا شروع یہی مہینہ ہے..... رمضان میں تقویٰ کا سبق یوں ملتا ہے سخت سے سخت ضرورتیں بھی جو بقائے نفس اور بقائے نسل کے لئے ضروری ہیں اُن کو بھی روکنا پڑتا ہے۔ بقائے نفس کے لئے کھانا پینا ضروری چیز ہیں اور بقائے نسل کے لئے بیوی سے تعلق ایک ضروری شئے ہے مگر رمضان میں کچھ عرصہ کے لئے یعنی دن بھر اِن ضرورتوں کو خدا کی رضامندی کی خاطر چھوڑنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ سبق سکھایا ہے کہ انسان جب بڑی ضروری خواہشوں اور ضرورتوں کو ترک کرنے کا عادی ہو گا تو غیر ضروری کے چھوڑنے میں اُس کو کیسی سہولت ہو گی۔ دیکھو! ایک شخص کے گھر میں تازہ دودھ، ٹھنڈے شربت، انگور، نارنگیاں موجود ہیں۔ پیاس کے سبب سے ہونٹ خشک ہو رہے ہیں۔ کوئی روکنے والا نہیں۔ باوجود سہولت اور ضرورت کے اس لئے ارتکاب نہیں کرتا کہ مولیٰ کریم ناراض نہ ہو جائے اور اسی طرح عمدہ عمدہ کھانے پلاؤ، کباب اور دوسری نعمتیں میسّر ہیں

اور بھوک سے پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں اور پھر کوئی نہیں جو اِن کھانوں سے روکنے والا ہو مگر یہ اِس لئے استعمال نہیں کرتا کہ مولیٰ کریم کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ جبکہ یہ حال ہے کہ ایسی حالت اور صورت میں کہ اس کی عمدہ سے عمدہ نعمتیں جو اُس کے بقائے نفس کے لئے اشد ضروری ہیں یہ صرف مولیٰ کریم کے حکم کی رضامندی کی خاطر اُن کو چھوڑتا ہے اور پھر دیکھتا ہے کہ چھوڑ سکتا ہے تو بھلا ایسا انسان جو خدا کے لئے ضروری چیزیں چھوڑ سکتا ہے وہ شراب کیوں پینے لگا اور خنزیر کیوں کھانے لگا جس کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہے یا مثلاً کوئی رشوت خوری کرنے یا چوریا ایسا انسان جو قرض لیتا ہے کہ ادا کرنے کی نیت نہیں ہے جبکہ دیانت داری سے کام لیتا ہے اور مولیٰ کریم کی اجازت اور پروانگی کے سوا کچھ نہیں کرتا تو وہ ایسا خبیث مال لینے میں کیوں جرأت کرے گا؟ ہرگز نہیں۔ اِسی طرح گھر میں حسین جوان بیوی موجود ہے مگر اللہ ہی کی رضا کے لئے تیس دن چھوڑ سکتا ہے تو بد نظری کے لئے جی کیوں للچائے گا۔ غرض رمضان شریف ایک ایسا مہینہ تھا جو انسان کو تقوی، طہارت، خدا ترسی، صبر واستقلال، اپنی خواہشوں پر غلبہ، فتحمندی کی تعلیم عملی طور پر دیتا تھا۔ اِن ترقیوں کو دیکھ کر جو صحابہؓ نے رمضان میں تقویٰ میں کی تھیں اُنہوں نے دوسرے مہینوں کے فضائل وفوائد سننے کی خواہش ظاہر کی اور سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا جواب یوں دیا تھا۔ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ۔ کہہ دو لوگوں کے فائدہ کے لئے یہ وقت مقرر فرمائے ہیں۔ کیسا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو صحت، فرصت، پھر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے علم بھی عطا ہوا ہے اور اگر نہیں تو کوئی دردِ دل سے سنانے والا موجود ہے۔ عاقبت اندیشی کی عقل دی ہے مگر باوجود اِس قدر اسباب اور سہولتوں کے میسّر آجانے پر بھی اگر اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی فکر نہیں کرتا اور منافع اُٹھانے کی سعی میں نہیں لگتا تو اس سے بڑھ کر بدقسمت کون ہو سکتا ہے۔

مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ: کیا عجیب وقت بنایا ہے تمہارے فائدہ کے لئے اور نفع اٹھانے کا بہت بڑا موقع دیا ہے اور اس لئے بھی کہ تم حج کرو۔ یاد رکھو! حج اللہ کی سنن میں سے ہے۔

یہ ایک سچی بات ہے کہ جہاں بدکاریاں کثرت سے ہوں وہاں غضب الٰہی نازل ہوتا ہے اور جہاں عظمت اور ذکرِ الٰہی ہو وہاں فیضانِ الٰہی کثرت سے نازل ہوتا ہے۔ قومی روایات سے متفقہ یہ شہادت ملتی ہے کہ بیتُ اللہ کا وجود تو بہت بڑے زمانہ سے ہے لیکن حضرت ابوالملّۃ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے جس کی تاریخ صحیح موجود ہے۔ اَباً عَنْ جَدٍّ قوموں کا مرکز اور جائے تعلیم چلا آیا ہے اور پتہ ملتا ہے کہ رات دن میں کوئی ایسا وقت بیتُ اللہ میں نہیں آتا کہ وہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت کے اوراد نہ پڑھے جاتے ہوں۔ مکہ معظمہ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات کا زندہ اور بیّن ثبوت موجود ہے۔ چنانچہ قرآنِ شریف میں آیا ہے جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ (المائدۃ:98) یعنی اس الٰہی گھر کو معزز گھر بنایا۔ اُس کو لوگوں ک قیام اور نظام کا محل بنایا اور قربانیوں کو مقرر کیا کہ تم کو سمجھ آجائے کہ خدا ہے اور وہ علیم وخبیر خدا ہے کیونکہ جس طرح اس نے فرمایا اسی طرح پورا ہوا۔“

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 316-317)

رمضان کے دن بڑے بابرکت دن ہیں۔ فرمایا:

”رمضان کے دن بڑے بابرکت دن ہیں۔ اب یہ گزرنے کو ہیں۔ یہ دن پھر ہم کو اسی رمضان میں نہیں آئیں گے۔ نہیں معلوم آئندہ رمضان تک کس کی حیاتی ہے اور کس کی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس مہینے میں خاص احکام دیے ہیں اور اِن پر عمل کرنے کی خاص تاکید کی ہے۔ جو لوگ مسافر ہیں یا بیمار ہیں اُن کو تو سفر کے بعد اور بیماری سے صحتیاب ہو کر روزے رکھنے کا حکم ہے مگر دوسرے لوگوں کو دن کے وقت کھانا پینا اور بیوی سے جماع کرنا منع ہے۔ کھانا پینا بقائے شخص کے لئے نہایت ضروری ہے اور جماع کرنا بقائے نوع کے لئے سخت ضروری ہے۔ اس مہینہ میں خدا تعالیٰ نے دن کے وقت ایسی ضروری چیزوں سے رُکے رہنے کا حکم دیا تھا۔ اِن چیزوں سے بڑھ کر اور کوئی چیزیں ضروری نہیں۔ بیشک سانس لینا ایک نہایت ضروری چیز ہے مگر انسان اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ اسی واسطے بنایا ہے کہ جب انسان گیارہ مہینے سب کام کرتا ہے اور کھانے پینے، بیوی سے جماع کرنے میں مصروف رہتا ہے تو پھر ایسی ضروری چیزوں کو دن کے وقت خدا تعالیٰ کے حکم سے ایک ماہ کے لئے ترک کر دے تو پھر دیکھو! جہاں ایک طرف اِن ضروری اشیاء سے منع کیا ہے دوسری طرف تدریسِ قرآن، قیامِ رمضان اور صدقہ وغیرہ کا حکم دیا ہے اور اِس میں یہ بات سمجھائی ہے کہ جب ضروری چیزیں چھوڑ کر غیر ضروری چیزوں کو خدا کے حکم سے اختیار کیا جاتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے برخلاف غیر ضروری چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے۔ رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت، تدریسِ قرآن، قیامِ رمضان کا ضروری خیال رکھنا چاہیے۔ حدیث شریف میں لکھا ہے مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

مگر افسوس کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رمضان میں خرچ بڑھ جاتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ روزہ کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ سحر گی کے وقت اتنا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں کہ دوپہر تک بد ہضمی کے ڈکار ہی آتے رہتے ہیں اور مشکل سے جو کھانا ہضم ہونے کے قریب پہنچا بھی تو پھر افطار کے وقت عمدہ عمدہ کھانے پکوا کے وہ اندھیر مارا اور ایسی شکم پُری کی کہ وحشیوں کی طرح نیند پر نیند اور سستی پر سستی آنے لگی۔ اتنا خیال نہیں کرتے کہ روزہ تو نفس کے لئے ایک مجاہدہ تھا نہ یہ کہ آگے سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر خرچ کیا جاوے اور خوب پیٹ پُر کر کے کھایا جاوے۔ یاد رکھو! اِسی مہینہ میں ہی قرآنِ مجید نازل ہونا شروع ہوا تھا اور قرآنِ مجید لوگوں کے لئے ہدایت اور نور ہے۔ اسی کی ہدایت کے بموجب عمل درآمد کرنا چاہیے۔ روزہ سے فارغ البالی پیدا ہوتی ہے اور دنیا کے کاموں میں سکھ کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں۔ آرام یا تو مر کر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے اور اِس سے انسان قُربِ حاصل کر سکتا اور متّقی بن سکتا ہے اور اگر لوگ پوچھیں کہ روزہ سے کیسے قرب حاصل ہو سکتا ہے تو کہہ دے فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ یعنی میں قریب ہوں اور اس مہینہ میں دعائیں کرنے والوں کی دعائیں سنتا ہوں۔ چاہئے کہ پہلے وہ ان احکام پر عمل کریں جن کا میں نے حکم دیا اور ایمان حاصل کریں تا کہ وہ مراد کو پہنچ سکیں۔ اور اس طرح سے بہت ترقی ہو گی۔

بہت لوگ اس مہینہ میں اپنی بیویوں سے صحبت کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے مگر خدا تعالیٰ چونکہ جانتا تھا کہ قوی آدمی ایک مہینہ تک صبر نہیں کر سکتا اس لئے اس نے اجازت دے دی کہ رات کے وقت اپنی بیویوں سے تم لوگ صحبت کر سکتے ہو۔ بعض لوگ ایک مہینہ تک کب باز رہ سکتے ہیں اس لئے خدا نے صبح صادق تک بیوی سے جماع کرنے کی اجازت دے دی۔ بد نظری، شہوت پرستی، کینہ، بغض، غیبت اور دوسری بد باتوں سے خاص طور پر اس مہینہ میں بچے رہو۔ اور ساتھ ہی ایک اور حکم بھی دیا کہ رمضان میں اس سنت کو بھی پورا کرو کہ رمضان کی بیسویں صبح سے لے کر دس دن اعتکاف کیا کرو۔ ان دنوں میں زیادہ توجہ الی اللہ چاہئے۔"

(خطباتِ نور صفحہ 262-263)

روزہ بڑی بابرکت چیز ہے۔ فرمایا:

" توحید اصل ہے اسلام کا اور اس امر کو پورا کرنے کے لئے بہ آواز بلند اذان میں اللہ اکبر، اللہ اکبر رکھا ہے اور اکبر ایسا کلمہ ہے کہ اِس میں خدا کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہے۔ اکبر سے بڑھ کر اور کیا لفظ ہو سکتا ہے پھر اسلام کا دوسرا پہلو شفقت علیٰ خلق اللہ ہے۔ سو زکوٰۃ اور حج کا حکم کر کے عام لوگوں پر شفقت کرنا سکھایا اور نماز، روزہ کا حکم کر کے اپنی جان پر شفقت کرنا سکھایا۔ روزہ بڑی بابرکت چیز ہے اور اِس میں انسان کو مشق کرائی جاتی ہے کہ وہ اپنی جان کے لئے ناجائز طور پر کوئی چیز استعمال نہ کرے کیونکہ جب روزہ میں جائز چیزوں کو چھوڑنا سیکھے گا تو محمد رسول اللہؐ کو سچا سمجھتا ہوا اُس کی ناجائز کردہ چیزوں کو تو ضرور ہی چھوڑ دے گا۔ غرض نتیجہ کلمہ شہادت سے یہ نکلا کہ اللہ کے سوائے کسی اور کو معبود نہ جانو اور محمد، اللہ کا رسول اور بندہ ہے اور نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ میں انسان کی اپنی جان کی بھلائی اور دیگر عام مخلوق کی بھلائی ہے ورنہ کسی کو اپنے مذہب میں داخل کرتے وقت پانی چھڑکنے سے کیا فائدہ اور دنیا کے متعلق تو حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا آسان ہے لیکن دولتمند کا خدائی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے۔"

(خطاباتِ نُور صفحہ 562)

روزوں کے فوائد۔ فرمایا:

"وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ

یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی نزدیک نہیں جو شخص مجھ پر ایمان لا کر مجھے پکارتا ہے تو مَیں اس کا جواب دیتا ہوں۔ (نور الدین صفحہ 43)

وَإِذَا سَأَلَكَ: اگر لوگ یہ سوال کریں کہ روزوں سے کیا فائدہ ہوتا ہے تو ایک تو یہاں لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرة:184) اور دوم یہ کہ انسان کو خدا کا قرب حاصل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَیں بہت قریب ہو جاتا ہوں اور دعائیں قبول کرتا ہوں۔

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ: اِس کے یہ معنی نہیں کہ جو مانگو وہی ملے کیونکہ دوسرے مقام پر فرما دیا۔ جواب سورہ انعام (آیت 42) میں ہے۔ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ یعنی اگر چاہے تو اُس مصیبت کو ہٹا دیتا ہے۔ یہاں بھی اِنْ کے ساتھ اِسی طرف اشارہ ہے۔

فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ: فرمایا ہے یعنی جس قدر تم میرے فرمانبردار ہوتے جاؤ گے ایمان میں ترقی کرتے جاؤ گے اُسی قدر مَیں دعائیں قبول کروں گا۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان 8اپریل 1909ء)

روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ویسے ہی قُربِ الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ماہِ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ۔

یہ ماہِ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اِس سے اِس ماہ کی عظمت اور سرِّ الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اِس ماہ میں دعائیں مانگیں تو مَیں قبول کروں گا لیکن اُن کو چاہیے کہ میری باتوں کو قبول کریں اور مجھے مانیں۔ انسان جس قدر خدا کی باتیں ماننے میں قوی ہوتا ہے خدا بھی ویسے ہی اُس کی باتیں مانتا ہے۔لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ کو رشد سے بھی خاص تعلق ہے اور اِس کا ذریعہ خدا پر ایمان،اُس کے احکام کی اتباع اور دعا کو قرار دیا ہے اور بھی باتیں ہیں جن سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ (الحکم 24جنوری 1904ء صفحہ 12)

اگر لوگ پوچھیں کہ روزہ سے کیسے قرب حاصل ہو سکتا ہے تو کہہ دے فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ یعنی مَیں قریب ہوں اور اس مہینہ میں دعائیں کرنے والوں کی دعائیں سنتا ہوں۔ چاہیے کہ پہلے وہ اُن احکاموں پر عمل کریں جن کا مَیں نے حکم دیا اور ایمان حاصل کریں تا کہ وہ مراد کو پہنچ سکیں اور اِس طرح سے بہت ترقی ہو گی۔"

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 307-308)

رمضان کی فضیلت قرآن کا نزول ہے۔ فرمایا:

" شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ: قرآنِ شریف کا طرز ہے کہ پہلے عام فضائل سکھاتا ہے پھر خاص فضیلت کی بات۔ اسی طرح پہلے عام رذائل سے ہٹاتا ہے پھر ارذل الرذائل شرک سے۔ پہلے عام بات کا حکم ہوتا ہے پھر خاص کا مثلاً پہلے عمرہ وغیرہ کا ذکر ہے پھر حج کا۔ پہلے صدقات کی ترغیب ہے پھر زکوٰۃ کی۔ اِسی طرح پہلے یہاں عام طور پر نفلی و فرضی روزوں کا حکم دیا ہے پھر رمضان کے روزوں کا حکم دیتا ہے۔ پہلے شہر رمضان کی فضیلت بیان کی ہے کہ اِس میں قرآنِ شریف نازل ہوا۔ چونکہ قرآن کا اطلاق جزوِ سورہ پر بھی ہو سکتا ہے اِس لئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمام قرآن ماہِ رمضان میں نازل ہوا ہے بلکہ صرف ایک جزو سورۃ کا نزول بھی کافی ہے۔ مَیں نے جو تحقیق کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریمؐ جن دنوں غارِ حرا میں عبادت فرمایا کرتے تھے وہ دن رمضان کے تھے اور وہیں پہلی سورۃ کا جزو نازل ہوا۔ اِس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر رمضان اس لئے فضیلت کا مہینہ ہے کہ اس میں قرآن کا کوئی جزو نازل ہوا تو اس فضیلت میں دوسرے مہینے بھی شامل ہیں۔ اس لئے گو یہ دوسرے معنے بھی بہت سچ ہے کہ وہ رمضان جس کے بارے میں قرآن شریف نازل ہوا مگر شروع نزول ایک رنگ رکھتا ہے۔

الۡفُرۡقَانِ: قرآن سے مجھے اس کے یہ معنے معلوم ہوئے کہ فرقان نام ہے اُس فتح کا جس کے بعد دشمن کی کمر ٹوٹ جائے اور یہ بدر کا دن تھا۔ غزوہ بدر بھی ماہِ رمضان میں ہوا ہے۔ غرض رمضان المبارک کیا بلحاظ فتوحاتِ دنیاوی اور کیا باعتبار ابتداءِ نزولِ قرآنی یا تاکید قرآنی ہر طرح قابلِ حرمت ہے۔

اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ: اسی کے متعلق قرآن نازل ہوا۔ قرآن میں روزے کی تاکید ہے۔ قرآن روزوں میں شروع ہوا۔ دونوں معنی صحیح۔"

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 305-306)

قرآن رمضان میں نازل ہوا۔ فرمایا

"شَہۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرۃ:187) کے معنے حضرت خلیفۃ المسیحؓ نے یہ فرمائے ہیں کہ رمضان کا مہینہ ایسا بابرکت ہے کہ اُس کے متعلق قرآن شریف میں ذکر ہوا ہے اور اس میں خاص عبادت کے احکام نازل ہوئے ہیں۔

کیا ہی سچے اور صحیح معنے ہیں۔ بعض مفسرین نے اس کلمہ طیبہ کے یہ معنے کئے ہیں کہ قرآن شریف سارا ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں نازل ہوا تھا۔ پھر اِس تفسیر کو قرآن شریف کے تیئس سالہ نزول مختلف اوقات و مختلف مقامات کے مخالف پا کر اپنی تفسیر کی۔ یوں تفسیر کی ہے کہ پہلے رمضان کے مہینہ میں قرآن شریف اکٹھا کسی آسمان پر نازل ہوا تھا وہاں سے رفتہ رفتہ تیئس 23سال کے عرصہ میں زمین پر آیا۔

بعض اصحاب نے کچھ اور توجیہات بھی نکالی ہیں۔ مثلاً یہ کہ قرآن شریف کا کچھ حصہ ماہ رمضان میں بھی نازل ہوا اور یہ صحیح بات ہے لیکن میری رائے میں قرآن شریف کے ماہ رمضان میں نازل ہونے کی ایک صحیح تاویل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اِس مبارک مہینہ میں قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے اور اُس پر عمل کرنے کا اِس قدر موقع ہوتا ہے کہ گویا اِس ماہ میں ہر سال نئے طور پر قرآن شریف نازل ہوتا ہے۔ مجھے جنٹلمینوں کی تو خبر نہیں جو ملاقاتوں، تماشاؤں اور ناول خوانی وغیرہ سے فارغ ہو کر رات کے 2 بجے بستر پر گرے تو صبح کے دس بجے اُٹھ کر چائے پی مگر پُرانے لوگوں میں اتنی نیکی اب تک چلی آتی ہے کہ گیارہ مہینے کیسی ہی غفلت میں گزرے ہوں۔ رمضان کے روزے ضرور اہتمام سے رکھے جاتے ہیں اور اِس ماہ میں نمازوں کی پابندی بھی کی جاتی ہے اور صدقہ و خیرات کا دروازہ بھی حسب مقدور کھولا جاتا ہے۔ یہ تو عام اسلامی دنیا کا رنگ ہے ہی لیکن قادیان کا رمضان قرآن شریف کے پڑھنے اور سننے کے لحاظ سے ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ تہجد کے وقت مسجد مبارک کی چھت پر اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔ صوفی تصوّر حسین صاحب خوش الحانی سے قرآن شریف تراویح میں سناتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب میاں محمود احمد صاحب بھی قرآن شریف سننے کے لئے اِسی جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ تراویح ختم ہوئیں تو تھوڑی دیر میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کی آواز بلند ہوتی ہے۔ زاہد و عابد تو تہجد کی نماز کے بعد اذان فجر کے انتظار میں جاگ ہی رہے ہوتے ہیں۔ دوسرے بھی بیدار ہو کر حضرت صاحبزادہ صاحب کے لحن میں کسی محبوب کی آواز کی خوشبو سے اپنے دماغوں کو معطّر کرتے ہوئے فریضہ صلوٰۃ فجر کو ادا کرتے ہیں۔ جس کے بعد مسجد کی چھت قرآن الفجر سے مُحبین سے گونجنے لگتی ہے۔ مگر چونکہ حضرت خلیفۃُ المسیح جلد اپنے مکان کے صحن میں درس دینے والے ہوتے ہیں اِس واسطے ہر طرف سے معلمان درس بڑے اور چھوٹے بچے اور بوڑھے پیارا قرآن بغلوں میں دبائے حضرت کے مکان کی طرف دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں صحن مکان بھر جاتا ہے۔ حضرت کے انتظار میں کوئی اپنی روزانہ منزل پڑھ رہا ہے، کوئی کل کے پڑھے ہوئے کو دہرا رہا ہے۔ کیا مبارک فجر ہے مومنوں کی تھوڑی دیر میں حضرت کی آمد اور قرآن خوانی سے ساری مجلس بُقعہ نور نظر آنے لگتی ہے۔ نصف پارہ کے قریب پڑھا جاتا ہے۔ اُس کا ترجمہ کیا جاتا ہے تفسیر کی جاتی ہے۔ سائلین کے سوالات کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ تقویٰ و عمل کی تائید بار بار کی جاتی ہے۔ لطیف مثالوں سے مطالب کو عام فہم اور آسان کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اندرون مکان میں عورتوں کو درس قرآن دیا جاتا ہے۔ پھر ظہر کے بعد سب لوگ مسجد اقصیٰ میں جمع ہوتے ہیں۔ وہاں حضرت خلیفہ المسیح تشریف لے جاتے ہیں اور صبح کی طرح وہاں پھر درس ہوتا ہے۔ بعد مغرب مسجد اقصیٰ میں حافظ جمال الدین صاحب تراویح میں قرآن شریف سناتے ہیں اور حضرت کے مکان پر حافظ ابو اللیث محمد اسماعیل صاحب سناتے ہیں۔ غرض اس طرح قرآنِ شریف کے پڑھنے پڑھانے اور سننے کا ایسا شغل اِن ایام میں دن رات رہتا ہے کہ گویا اِس مہینہ میں قرآن شریف کا ایک خاص نزول ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃُ المسیح اپنے دردمند دل کی دعاؤں کے ساتھ قرآن شریف سناتے ہیں۔ ہر درس کے بعد سامعین کے واسطے دعا کرتے ہیں۔ اِس واسطے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اِس درس رمضان کو کلام امیر میں درج کیا جائے اور اُس کے صفحات بھی دو یا چار ہر ہفتے الگ رکھے جائیں تا کہ جو احباب چاہیں اُن صفحات کو بعد میں الگ کر کے ایک کتاب بنا سکیں۔ اِس اخبار میں دو صفحات لگائے گئے ہیں۔ اگلے میں انشاء اللہ تعالیٰ چار لگائے جائیں گے تا کہ جلد یہ کاپی الگ ختم ہو جائے۔ کلام امیر قرآن رمضان کی شان کے لحاظ سے خوشخطی اور خوبصورتی اور خوشنمائی کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ اخباری مسطر کی گنجائش نہیں رکھی گئی کیونکہ یہ وہ چیز ہے جس کو سب دوست سال کے آخر میں جلد کرا کر اپنے پاس محفوظ رکھنا ضروری خیال کریں گے۔

ضمیمہ درس جو پہلے اخبار کے ساتھ شائع ہوتا ہے اور اب آخری پارہ چھپ رہا ہے اور عنقریب ختم ہونے والا ہے اُس کے پورا ہونے پر ایک دور قرآن شریف کے نوٹوں کا مکمل ہو جائے گا۔ لیکن اُس میں حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کے ایام میں چند پارے ایسے ہیں جن کا درس حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے دیا تھا۔ اُن پاروں کا درس اُس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی دیا تھا اور وہ نوٹ محفوظ ہیں اِس واسطے اُس دور کے ختم ہونے پر اخبار کے ساتھ وہ پارے بطور ضمیمہ کے شائع ہوتے رہیں گے تا کہ ایک دفعہ سارا قرآن شریف حضرت خلیفۃ المسیح ید اللہ العزیز کا بیان کردہ احباب کو پہنچ جائے۔ اُس کے بعد پھر ضمیمہ درس میں دوسرا دور شروع کیا جائے گا جس میں صرف وہ باتیں لکھی جائیں گی جو کہ پہلے دور میں درج نہیں ہوئیں اور اس طرح یہ سلسلہ ضمیمہ کا برابر جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعض دوستوں کی یہ بھی رائے ہے کہ نئے دور میں ایک ورق قرآن شریف کا اور ایک ورق کتاب حدیث صحیح بخاری کے نوٹ ہوں۔ اِس کے واسطے ناظرین کی رائے طلب کی جاتی ہے۔

اب ہم درس قرآن رمضان کو شروع کرتے ہیں اور سب سے اوّل حضرت ارشادات مزید خلیفۃ المسیح کی تمہیدی تقریر کو لکھتے ہیں جو کہ حضور نے اس درس کے شروع میں کی۔ (ایڈیٹر) نوٹ۔ اِس درس میں سیپاروں کے نمبر اور سیپاروں کے رکوع کے نمبر دیے جائیں گے۔

یاد رہے کہ قرآن شریف پر رکوع کا نمبر رکوع کے خاتمہ پر دیا جاتا ہے، رکوع کے شروع میں نہیں دیا جاتا۔ مثلاً جہاں قرآن شریف میں لکھا ہو گا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ سورۃ کا دوسرا رکوع ختم ہوا ہے اور سیپارے کا ساتواں رکوع ختم ہوا ہے اور اس رکوع میں چھ آیات پڑھی گئی ہیں۔ ”ع“ کے درمیان کا نمبر تعداد آیت کا ہوتا ہے اوپر کا نمبر سورۃ کا ہوتا ہے اور نیچے کا نمبر سیپارے کا ہوتا ہے۔ اس بات کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہاں سے رکوع شروع ہوتا ہے۔ یہ بات نہیں ہے بلکہ یہاں رکوع ختم ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پہلے ہی پارہ میں الٓمّٓ - ذٰلِكَ الْكِتٰبُ کے حاشیہ پر کوئی علامت رکوع کی نہیں لگائی گئی ہے۔ سب سے پہلا ”ع“ جو قرآن شریف کے حاشیہ پر لکھا گیا ہے وہ سورہ بقرہ کی ساتویں آیت کے خاتمہ پر لفظ عظیم کے بعد ہے۔ ”ع“ اس کا یہ مطلب ہے کہ سورہ بقرہ کا پہلا رکوع یہاں پورا ہوا اور پہلے پارہ کا پہلا رکوع یہاں پورا ہوا اور اس پہلے رکوع میں سات آیات ہیں۔ رکوع شماری میں سورہ الحمد کو پہلے پارے میں شمار نہیں کیا جاتا۔ الفاظ کی تشریح میں رکوع کی آیات کا نمبر بھی دیا جائے گا تا کہ تلاش میں آسانی ہو۔“

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 85-88)

رمضان میں درس

3 اگست کو ہلال نظر نہیں آیا اِس لیے 5 اگست سے روزہ شروع ہو گا۔ حضورؑ نے اعلان فرمایا ہے کہ مَیں بعد نماز فجر ایک پارہ روز درس قرآن مجید دیا کروں گا۔ بیرونی قلیل الفرصت احباب کے لیے اچھا موقع ہے۔ بخاری کا درس نہیں ہو سکے گا۔ ہم کتاب الشہادت تک پہنچے ہیں۔

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 232)

قرآن مجید کا دور مکمل کیا کریں

”حضرت جبرائیل قرآن شریف کا دور رمضان میں کیا کرتے تھے۔ مَیں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہر رمضان شریف میں قرآن مجید کا دور خصوصیت سے کیا کریں۔“

(ارشادات نور جلد سوم صفحہ 442)

اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ رمضان کی برکات سے کماحقہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡